# فلسفۂ معراجِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

——— از ارشادات حضرت علامہ شمس الحق افغانی مدظلہٗ ———

ماہِ رجب میں معراج کا واقعہ پیش آیا، اس مناسبت سے ہم حضرت علامہ افغانی کی ایک تقریر پیش کر رہے ہیں، جو انہوں نے بہاولپور کی "مسجد الصادق" میں ۳ شعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۶۵ء کو ارشاد فرمائی اور جسے اس وقت مولوی حافظ انوار الحق حقانی نے قلمبند کیا۔ "ادارہ"

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہٗ لنریہٗ من آیتنا انہ ھو السمیع البصیر۔

ترجمہ: پاک ذات ہے، جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اسکو کچھ اپنی قدرت کے نمونے۔ وہی ہے سننے والا دیکھنے والا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

برادرانِ اسلام! مجھے معراج کے متعلق بیان کرنا ہے۔ صرف تین باتیں ہیں:۔

۱۔ کیفیتِ معراج۔ ۲۔ نتائج معراج۔ ۳۔ معقولیّت معراج۔ معراج سے مسلمانوں کی زندگی پر کیا اثر پڑا۔

## پندرہ شعبان کی فضیلت

عجیب بات یہ ہے، کہ میرا بیان بھی ماہِ شعبان میں ہے۔ اور اس مہینہ کو بھی اسلام سے زیادہ تعلق ہے۔ خاصکر پندرہ شعبان کا دن اور رات بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ امام زید سے نسائی میں روایت ہے کہ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ آپ تمام مہینوں سے زیادہ روزے شعبان میں رکھتے ہیں، اسکی وجہ کیا ہے؟ فرمایا "شعبان ایک مہینہ ہے کہ عام لوگ اس سے غافل ہیں۔ اور وہ رجب اور رمضان کے درمیان

ہے۔ فیما ترفع اعمال العباد الی رب العلمین اس میں بندوں کے اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ عباد کا لفظ عام ہے۔ اس میں انبیاء، صحابہ، اولیا، صلحاء نیک اور برے سب شامل ہیں۔ فانی اُحب ان یرفع عملی وانا صائم ۔ پس میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل میرے روزہ دار ہونے کا حال میں پیش ہو۔ حضورؐ جیسے معصوم ذات کو عمل کے پیش کرنے کے سلسلے میں خطرہ تھا، باوجود اس کے کہ آپ گناہ سے پاک تھے ہم کو تو کچھ پرواہ ہی نہیں۔

آگے ارشاد فرمایا ہے، کہ اس مہینہ میں اللہ کی خاص نظر رہتی ہے، ویسے تو ہر وقت اللہ کی نظرِ کرم رہتی ہے۔ فیہا اعتقاء من النار۔ بہت سے لوگوں کے نام دوزخ کی فہرست سے کاٹ کر جنت میں داخل کر دئے جاتے ہیں۔ دس کروڑ دنیاوی پھانسیوں سے بھی جہنم کا ایک لمحہ زیادہ تلخ ہے۔ اکثر من شعر غنم بنی کلب ۔ بنی کلب بہت بھیڑ بکریاں رکھتے تھے، یعنی ان کی بھیڑ بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ بخشے جائیں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ رہتی ہے۔ خاصکر دوزخ سے نجات اور مجرمین کی بخشش کا اعلان عام ہوتا ہے۔

ایک بزرگ کا مقولہ ہے جسطرح دنیا میں بازارِ تجارت اور میلے لگتے ہیں، ان میں جو چیزیں لوگ پسند کریں خریدتے ہیں۔ اللہ کے ہاں بھی تجارتِ آخرت کا بازار لگتا ہے۔ اور ایک بڑا بازار رمضان میں لگتا ہے۔ اور وہ آ رہا ہے۔ جو نیک عمل رمضان کے بغیر ایک روپے میں بکتا ہے۔ رمضان شریف میں ستر گنا زیادہ قیمت سے بکے گا۔ اور ایک چھوٹا بازار شبِ برات یعنی پندرہ شعبان ہے۔ آج اگر کوئی کہے کہ فلاں بادشاہ یا وزیر کی نظر عنایت مجھ پر پڑی تو وہ کتنا فخر کرتا ہے۔ اور اگر خالقِ حقیقی کی نظر کسی پر پڑے تو وہ کتنا بڑا فخر ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے اسی رات کے متعلق کچھ نوافل اور اعمال بھی بیان کئے ہیں۔ چنانچہ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ تو موا لیلھا وصوموا نھارھا۔ اس رات کو عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ چودہ شعبان کو جب سورج ڈوب جائے شبِ برات شروع ہے اور آنے والا دن شبِ برات کا دن ہے۔ تو تمام رات عبادت کرو۔

شارحین لکھتے ہیں، کہ عبادت میں نماز، تلاوتِ قرآن، نفل، ذکر، شب شامل ہے۔ اس رات میں حلوے، میٹھے چاول کا کہیں ذکر نہیں۔ یہ اپنی طرف سے بدعات ہیں۔ اس رات کھاؤ پیو جیسے ہمیشہ کھاتے ہو۔ آج ہم لوگوں نے معراج سے بھی صرف ایک ڈے (DAY)

بنایا ہوا ہے۔ جیسے انگریز کوئی ڈے مناتے ہیں۔

## معراج کی ابتدائے مکانی

پہلے دو باتیں بیان کروں گا، اولاً معراج کی ابتدائے مکانی یعنی حضورؐ کا یہ عظیم الشان سفر کہاں سے شروع ہوا۔ بعض احادیث میں آیا۔ کہ شعب[1] ابی طالب سے معراج شروع ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ کی بہن ام ہانیؓ کے مکان سے شروع ہوا۔ بخاری و ترمذی شریف میں آیا ہے کہ بیت اللہ کے حطیم سے یہ سفر شروع ہوا۔ قرآن مجید نے صرف اتنا کہا کہ من المسجد الحرام (مسجد حرام سے)۔ بزرگوں نے کہا ہے۔ کہ تینوں روایات ٹھیک ہیں۔ ام ہانیؓ کے گھر سے حضورؐ کو حطیم پہنچایا گیا اور وہ گھر شعب ابی طالب میں واقع تھا۔ تو وہ روایت بھی ٹھیک ہے۔ لیکن سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے ان مقامات یعنی ام ہانیؓ کا مکان اور شعب ابی طالب کا ذکر نہ فرمایا۔ کیونکہ اصل سفر کا آغاز مسجد حرام سے ہوا۔ گویا یہ ابتدائے مکانی ہے۔

## ابتدائے زمانی

ابتدائے زمانی کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ حضورؐ کے ہجرت سے دس سال پہلے بعض کہتے ہیں: چھ سال پہلے، بعض کہتے ہیں کہ پانچ سال پہلے، بعض کہتے ہیں کہ پانچ مہینے پہلے یہ سفر ہوا۔ لیکن مختار قول یہ ہے کہ ایک سال پہلے ہوا۔ اسکی تاریخ میں صحابہؓ کا اختلاف ہوا۔ حج اور صوم وغیرہ میں اختلاف نہیں۔ کیونکہ صحابہ کا مقصود ڈے منانا نہیں تھا۔ حج اور صوم عملی کام تھے، اس لئے اس میں کوئی اختلاف نہیں، سب متفق ہیں۔ بخلاف شب برات، اور تاریخ معراج کے۔ صحابہ عمل کی چیزوں کو یاد رکھتے تھے۔ رسمیات کو یاد نہ رکھتے تھے۔ دوسرا اختلاف اس میں ہے۔ کہ کون سے مہینہ میں ہوا۔ بعض کہتے ہیں، کہ ربیع الاوّل میں، بعض کے نزدیک ربیع الثانی اور بعض کے نزدیک رجب میں یہ سفر ہوا۔ یہاں پر اختلاف نقل کرنے کا مذکورہ مطلب ہے ـــــ پھر رات میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں پیر کی رات تھی اور بعض کہتے ہیں سنیچر کی رات تھی اور بعض کہتے ہیں جمعرات کی رات تھی۔ لیکن مرجوح قول یہ ہے کہ پیر کی رات تھی۔ پیر کے دن حضورؐ پیدا ہوئے اور پیر کو فوت بھی ہوئے۔ اور پیر کو ہجرت بھی ہوئی۔

## کیفیتِ معراج

سفر معراج کے چار حصے ہیں۔ ایک حصہ بیت الحرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک۔ یہ زمینی سفر ہے۔ اس کو میں "سفر ارضی" کہتا ہوں۔ اور مسجد اقصیٰ

---

[1] مکہ مکرمہ کی ایک گھاٹی جس میں حضورؐ بنی ہاشم سمیت تین سال تک محصور رہے۔

سے سدرۃ المنتہیٰ تک سفر سماوی ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان میں ہے۔ انسانوں کے متعلق جو فیصلے ہوتے ہیں۔ وہی احکام ادھر سے جاری ہوتے ہیں۔ کینڈی کو کب مارنا ہے۔؟ خروشیف کب مرے گا۔؟ یعنی اللہ کی طرف سے بڑا دفتر ہے۔

تیسرا سفر سدرۃ المنتہیٰ سے صریف الاقلام تک ہے۔ چوتھا سفر وہاں سے اوپر خداوند تعالیٰ سے کی ملاقات و احکام خداوندی اور قرب الٰہی کا

پہلے حضورؐ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ منتقل کیا گیا۔ تاکہ معلوم ہو کہ یہ دنیوی سفر نہیں بلکہ دینی سفر ہے۔ اس لئے مبارک جگہوں کو پہنچایا گیا۔ مسجد حرام میں ایک رکعت پڑھنا اور جگہوں میں ایک لاکھ رکعت پڑھنے کے برابر ہے۔ اور مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک قول کے مطابق ایک ہزار اور دوسرے قول کے مطابق پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔ تو ایسے مقدس مقامات سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر شروع ہوا۔ مقدس ذات کو مقدس جگہ سے مقدس مقام پر منتقل کر دیا ——— حضورؐ فرماتے ہیں۔ کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور میرا سینہ چاک کر دیا، اس سے پہلے بھی کئی دفعہ حضورؐ کا شق صدر ہوا، اور محققین کہتے ہیں کہ پچھلے تمام شق صدر کا مقصد معراج کی تیاری تھی۔ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔ کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر براق پر ہوا اور مسجد اقصیٰ سے صریف الاقلام تک نورانی سیڑھی پر۔

بیت المقدس میں ایک کڑا تھا، جہاں سابق انبیاء اپنے گھوڑے باندھتے تھے حضورؐ فرماتے ہیں کہ وہ کڑا خس و خاشاک سے بند ہو گیا تھا۔ جبرائیل نے انگلی ڈال کر کڑا خالی کر دیا۔ اور اس سے گھوڑا باندھ دیا۔ کہتے ہیں کہ صریف الاقلام سے آگے ایک سبز مخملی مسند لایا گیا۔ اور اس پر آپ تشریف فرما ہوئے۔ اور پھر مقام دنو اور تجلی کو پہنچے۔

## معقولیت معراج یعنی معراج پر شبہات کا جواب

آج کل سائنس اور فلسفے کا زمانہ ہے، بعض فلسفہ پرست مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ معراج کی کیفیت کیا ہے۔؟ تو نہ جاننے کی وجہ سے کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ یہ ایک خواب تھا۔ اسکو میں شکست سمجھتا ہوں۔ چاہیئے یہ کہ اعتراض کو خوب سن کر شریعت کی رو سے جواب دیا جائے۔ دو سو سال پہلے اگر اس زمانے کے لوگوں کو کہا جاتا کہ جہاز بنے گا وہ لوہے کا بنا ہوا ہوگا اور کئی ٹن اسکا وزن ہوگا، وہ آسمان پر اڑے گا اور ہزاروں میل سفر گھنٹے میں طے کرے گا۔ تو وہ کہنے والوں کو ضرور پاگل کہہ دیتے

حالانکہ جہاز انجن وغیرہ انسانی کمالات ہیں۔ جب انسانی عجائبات پر دماغ کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ خدائی عجائبات اور کائنات کے مقابلہ میں اسکی نسبت سمندر اور قطرہ کی نسبت سے بھی کم ہے، تو اللہ تعالیٰ کے عجائبات قدرت کو انسان کا دماغ کس طرح سما سکتا ہے۔

موجودہ سائنس والے معترف ہو گئے ہیں کہ چیونٹی بولتی ہے۔ پہلے جب سائنس دانوں نے سنا کہ قالت نملۃ یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم الآیۃ۔ (اور لشکر سلیمانؑ کو دیکھ کر ایک چیونٹی نے اوروں سے کہا کہ اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ) تو کہا کہ یہ صحیح نہیں، چیونٹی نہیں بول سکتی۔ بعد میں جب تجربوں سے ثابت ہوا تو معترف ہوئے کہ چیونٹی بول سکتی ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں اگر ایک چیونٹی کو کسی طرح آپ کہہ دیں کہ ایک جانور بیس من بوجھ اٹھا سکتا ہے اور وہ ہاتھی ہے۔ لیکن چیونٹی نے ہاتھی نہیں دیکھا نہ اسے اتنی طاقت کا اندازہ ہے۔ تو چیونٹی بآواز بلند کہے گی کہ جھوٹ ہے جھوٹ ہے۔ وہ فتویٰ دے گی کہ بیس من بوجھ اٹھانے کا خیال دقیانوسی اور ملاّپن ہے۔ یہی ہم لوگوں کا حال ہے، جو کام ہم سے نہ ہو سکے تو اپنی کمزوری کو برہان اور دلیل بنا کر سچے واقعات سے انکار کر دیتے ہیں۔ تو اللہ کی قدرت کے عجائبات سے ایک واقعہ معراج کا ہے۔

معراج کا زمینی سفر تو آجکل انسان بھی کر سکتا ہے۔ لیکن اللہ نے چاہا کہ معراج کو خواب و خیال سمجھنے والوں کی تردید ہو۔ تو سائنس سے تائید کرا دی۔ معراج کی رات جب حضورؐ واپس ہوئے تو جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ واقعہ لوگوں کو سناؤں یا نہیں۔؟ جبرائیلؑ نے فرمایا سنا دیجئے۔ لوگوں کے انکار اور باتوں کی کچھ پرواہ نہ کرنا۔ صبح کافروں نے جب یہ بات سنی تو صدیق اکبرؓ کے پاس خوشی خوشی ہنستے مذاق کرتے ہوئے گئے۔ اور کہا کہ تمہارا دوست کہتا ہے کہ میں نے ساری رات آسمانوں اور عرش معلیٰ کی سیر کی۔ ابوبکر صدیقؓ نے کافروں کو فرمایا کہ کیا یقیناً یہ بات حضورؐ نے فرمائی ہے۔ کافروں نے کہا کہ قسم ہے کہ حضورؐ نے ایسا ہی فرمایا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر حضورؐ نے فرمایا ہے تو خدا کی قسم جسطرح دو اور دو چار میں شک نہیں اس طرح اس میں بھی شک نہیں۔ پھر جب کافروں کو معراج کا یقین نہ آیا تو انہوں نے امتحان کی غرض سے حضورؐ کو کہا۔ کہ بیت المقدس کسطرح ہے۔؟ حضورؐ سفر معراج کے علاوہ کبھی بیت المقدس نہیں گئے تھے۔ تو حضورؐ فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے بیت المقدس کا نقشہ میرے سامنے رکھ دیا اور ایک ایک کرکے میں بیت المقدس کی نشانیاں ان کو بتاتا رہا۔ پھر حضورؐ نے ان کو یقین دلانے کیلئے

بتایا کہ تم لوگوں کا تجارتی قافلہ جو شام سے آرہا ہے۔ فلاں مقام پر میں نے دیکھا، جو بدھ کی رات کو پہنچے گا۔ قافلہ کے پہلے اونٹ کا رنگ خاکستری ہے۔ کافروں نے ڈھنڈورا پیٹا کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات معلوم کریں گے۔ تمام لوگ بدھ کی شام کو نکلے، ٹھیک شام کو قافلہ آپہنچا۔ پھر معترضین اعتراض کرتے ہیں کہ سفر لمبا اور وقت تھوڑا تھا، اور پھر ڈبل سفر بھی تھا یعنی آنا جانا۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ تھوڑے وقت میں بڑا سفر تب نہیں ہو سکتا، اگر حرکت سفر کی زیادتی کے مطابق نہ ہو۔ مثلاً اگر آدمی پیدل لاہور جائے تو ایک دن میں بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور اگر گاڑی یا موٹر سے جائے تو جلدی پہنچے گا۔ مطلب یہ ہے کہ وقت کا زیادہ لگنا حرکت کی سستی کی وجہ سے ہے۔ پھر سائنسدانوں نے اعتراف کیا ہے۔ کہ حرکت کی تیزی اور سرعت کی انتہا نہیں۔ مثلاً اگر آپ کہیں کہ ایک چیز کی رفتار ایک لاکھ میل فی منٹ ہے تو یہ بھی رفتار کا آخری مرکز اور انتہا نہیں۔ کیونکہ یہ مسافت آدھ منٹ اور پھر ½ منٹ میں بھی کاٹا جا سکتا ہے۔ تو اگر انسان اتنا سفر کر سکتا ہے تو کیا خداوند قدوس یہ نہیں کر سکتا کہ لاکھوں میل کا راستہ ایک منٹ میں طے کرائے۔

ڈاکٹر سینڈل جس نے سائنس میں کتاب لکھی ہے۔ لکھتے ہیں سورج (سائنس کے لحاظ سے) ۹ کروڑ میل دور ہے اور اسکی شعاع زمین تک ایک سیکنڈ میں پہنچتی ہے، یعنی منٹ کا ساٹھواں حصہ۔ اگر ایک سیکنڈ میں نو کروڑ میل کاٹنے کا اعتبار کیا جا سکتا ہے، تو معراج پر کیوں اعتراض ہے۔ زمین پر ہم اپنے اندر ثقل کیوں پاتے ہیں۔؟ ہمارے اندر ایک روح ہے۔ روح آسمان کی طرف سے آئی ہے۔ اور اوپر کو کھینچتی ہے، اگر انسان میں روح نہ ہو تو بدن کی تمام مشینری فیل ہو جائے۔ ایک شخص جب زندہ تھا، صدر بھی تھا، وزیر بھی تھا، سائنسدان اور وزیر بھی تھا جب روح نکل گئی تو سب کچھ ختم۔ چونکہ اکبر العالم محمد علیہ السلام وسلم نہیں ہیں۔ اسطرح اکبر الارواح بھی روح محمدی ہے۔ اللہ چونکہ حکیم ہیں، ان کا ارادہ تھا کہ انسان زمین پر رہے۔ جسم بوجھل ہے تو اللہ نے روح کو حکم دیا کہ جسم کی طاقت کے ساتھ ٹکر مت کھاؤ۔ روح آسمان سے آئی ہے، اور اوپر جانا چاہتی ہے۔ لیکن اللہ نے اوپر اڑنے سے روک دیا۔ یعنی روح کو مغلوب اور جسم کو غالب کر دیا۔ آپ نے دیکھا ہو گا مشکیزہ اگر خالی ہو تو اس میں ہوا پھونکیں پھر اس کے منہ کو باندھیں تو لوگ اس پر دریا میں تیر سکتے ہیں۔ اس کو اگر آدمی سمندر کی تہ میں لے جائے اور دبائے رکھے تو وہ مشک نیچے اور سمندر کا لاکھوں من پانی اوپر رہے گا۔ لیکن اگر دباؤ ہٹ جائے تو وہ یکدم

---

لہ بعض سائنسدانوں کا خیال ہے کہ سورج اپنی غیر معمولی کشش سے زمین کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ مگر خدا نے ایک قوت مرکز ثقل کی وجہ سے زمین کو روک دیا ہے اگر یہ گریز اور ثبات کسی لمحہ ختم ہو جائے تو زمین چھ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سورج کیطرف کھینچ کر جائے گی ۱۳۰ (سمیع الحق)

اوپر آجائے گی۔ کیونکہ اس کا اصل مقام اوپر تھا۔ نیچے جبری طور پر اسے لایا گیا تھا۔ پھر اوپر بہت تیزی سے پہنچتی ہے، یہی حالت حضورِ اقدسؐ کے معراج اور پرواز کی تھی۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ مسلمانوں کا ملحدوں سے پالا پڑے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے عالم اسباب کا لحاظ کرتے ہوئے اسباب کی شکل پیدا کر دی۔ آپ کو جو سواری پیش کر دی گئی، اس کی شکل براق کی سی تھی، بجلی میں اتنی چمک ہے۔ کہ جب مغرب میں چمکتی ہے تو مشرق میں بھی چمکتی ہے۔ تو یہ اگر اتنی تیز ہے تو کیا خداوند تعالیٰ یہ نہیں کر سکتا کہ قدرتی روشنی کو کسی جانور میں متشکل کر دے۔ ضرور کر سکتا ہے۔

باقی رہی سیڑھیاں، جس کے ذریعے صریف الاقلام سے آگے گئے تو نیویارک، واشنگٹن پیرس وغیرہ میں بجلی کی سیڑھیاں ہیں، ایک مکان سے کئی مکان اوپر آناً فاناً پہنچ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ناقص العقل انسان کا کام ہے۔ اور خالقِ حقیقی جو تمام حکماء سے زیادہ حکیم ہے، وہ یہ نہیں کر سکتا کہ مسجد اقصیٰ سے صریف الاقلام تک سیڑھیاں پہنچائے۔ یقیناً کر سکتا ہے۔

## انبیاء کرام کی زیارت

اب اپنے مقصد کیطرف آتا ہوں —— پہلے آسمان میں حضورؐ کی ملاقات آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ آدمؑ پر سال میں ایک دفعہ اپنی تمام اولاد کے نقشے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اس وقت بھی سالانہ دور تھا۔ اور اعمال کی شکلیں پیش ہونے والی تھیں۔ دائیں طرف نیک اور بائیں طرف بے دین ہوتے ہیں۔ حضورؐ نے دیکھا کہ جب آدمؑ دائیں طرف دیکھتے تو خوش ہو جاتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو روتے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ دایاں ہاتھ اغلباً قوی اور بایاں ہاتھ کمزور ہوتا ہے۔ اس میں یہ اشارہ بھی موجود ہے۔ کہ مومن نے قوی جانب یعنی آخرت کو مضبوط کیا۔ اور کافروں نے کمزور جانب یعنی دنیا اختیار کر لی جو ویسے ہی مٹی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بائیں طرف کافر اور دائیں طرف مومن ہیں۔ حضورؐ سے آدمؑ کا سلام و کلام ہوا۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ آپ کے والد ہیں، سلام فرمائیے، حضورؐ نے سلام کیا۔ دوسرے آسمان میں حضرت یحییٰؑ مثالی اور حضرت عیسیٰؑ عنصری صورت میں موجود تھے۔ سلام و کلام ہوا۔ اسی طرح چلتے چلتے ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ملے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے بھی مقامات ہیں۔ وما منا الا له مقام معلوم۔ معلوم ہوا کہ آدمؑ کا درجہ اور نبیوں کے مقابل میں اوپر ہے۔ اس سے مقام محمدیؐ کا بھی اندازہ لگا کہ سب سے اوپر چلے گئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے اوپر ایک گھر کو دیکھا جو کہ خانہ کعبہ کے بالکل خطِ مستقیم پر واقع تھا۔ فرشتے اس کا طواف کرتے رہتے ہیں۔ ابراہیمؑ اس کے دیوار کو تکیہ فرمائے بیٹھے تھے۔ یہ

تھا سدرۃ المنتہیٰ کا سفر۔ پھر حضورؐ کا ارشاد ہے : فغشیتنی سحابۃ فخررت ساجداً۔ (انوار کی ایک بدلی نے مجھے ڈھانپ لیا۔ اور میں سجدہ میں گر پڑا۔) جبرائیل نے کہا آگے آپ اکیلے جائیں میں آگے نہیں جا سکتا۔ پھر آپ جنت گئے۔ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب جنت ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ جنت میں داخل ہوا۔ تو میں نے جھک کر مٹی اٹھائی تو وہ مشک وعنبر کیطرح مہک رہی تھی اور اس کے محل موتیوں اور جواہرات کے بنے ہوئے تھے۔ اس کے بعد دوزخ کا نقشہ پیش کیا گیا جو باغیوں کا ٹھکانا تھا۔

قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے : عند سدرۃ المنتہیٰ عندھا جنۃ الماویٰ۔ پھر دوزخ کا نقشہ پیش کیا گیا۔ اس معائنہ کے بعد جیساکہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ کہ حضورؐ سے روایت ہے کہ مجھے ایک ہموار میدان میں لایا گیا۔ جہاں قلموں کے چلنے کی آوازیں آرہی تھیں، تو حضورؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ کہا گیا کہ ایک سال کے متعلق جو فیصلے ہیں وہ نقل ہو رہے ہیں ——— تو وہ میدان بھی ازحد بڑا ہوگا۔ اور وہ قلم بھی خاص شان کے قلم ہوں گے۔ دنیاوی قلموں کی طرح نہ ہوں گے۔ پھر ایک مخملی مسند لائی گئی، جس پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی۔ درمیان میں پردہ حائل تھا۔ بات چیت ہوئی۔ سب سے پہلے کہا گیا کہ پچاس نمازیں آپکی امت پر فرض ہیں۔ پھر حضورؐ کے کئی دفعہ آنے جانے کے بعد پنتالیس نمازیں معاف اور پانچ باقی رہ گئیں۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ پانچ نمازیں پہلے سے تقدیر میں لکھی گئی تھیں، اور پچاس اس واسطے کہی گئیں کہ آپ کو پانچ کی قدر و منزلت معلوم ہو جائے۔ اگر پہلے سے پانچ کہتے تو پھر اتنی قدر نہ ہوتی، جتنی پچاس سے پانچ ہونے میں ہے۔ اس پر حضورؐ کی حدیث ہے : الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ (نماز مومنین کی معراج ہے)

صلوٰۃ کی اہمیت تمام عبادات سے زیادہ ہے۔ کیونکہ اللہ نے خود حضورؐ کو صلوٰۃ کی عبادت عطا فرمائی۔ لیلۃ المعراج میں تمام احکام الٰہی اور امر و نواہی زمین پر ہی نازل کئے گئے۔ مگر نماز ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کا حکم خدا نے اپنی زبان سے آسمان پر دیا۔ اس وجہ سے حضورؐ فرماتے ہیں ——— الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ اور تمام دین اسلام کی سیڑھی نماز ہی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ دوسری بات یہ ہوئی کہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے آخر کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو وہ نعمت دی جو کہ کسی امت کو نہیں دی گئی۔ تیسری بات یہ ہوئی کہ انت آخر النبیین۔ (تم آخری نبی ہو) پھر نشان بھی کمر پہ آخر النبیؐ ہونے کا لگا دیا۔ کہ اگر کوئی اندھا نہ ہو اور باہوش ہو تو

دیکھ سے کہ یقیناً آخر النبی ہیں۔ اور اسی امت کو خیر الامتہ کا خطاب بھی دیا گیا، اس شرط پر کہ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ہوں۔

## آیت کا ترجمہ

اب آیت شریف کا ترجمہ اور تفسیر کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے معراج کا واقعہ سبحان سے شروع کر دیا۔ یعنی اللہ ہر کمزوری سے پاک ہے۔ یہ حضورؐ کا اپنا فعل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ واقعہ معراج کو اللہ کی قوت سے تولنا چاہیئے۔ اسریٰ رات کے پہنچانے کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ آیت میں حضرت موسیٰ کو حکم ملا: فاسر باھلک بقطع من الیل۔ الآیۃ۔ بعبدہٖ (اپنے بندہ کو) رسولہ ونبیہ وبحمدہ اور با محمدؐ نہ کہا۔

بعض لوگ محبوب کو نادانی کی وجہ سے خدا کے درجہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور ایسے لوگ نادانی کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بن جاتے ہیں۔ عبد روح اور جسم کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔ اس لئے خداوند تعالیٰ نے فرمایا محمد عبد ہیں۔ ان کا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیض ہے۔ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بھی فرماتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی حکم ہے کہ انہیں خدا نہ بناؤ۔ اگر کسی کو مسلمان بنایا جاتا ہے۔ تو اسکو کلمہ پڑھایا جاتا ہے۔ جس میں پہلے شہادۃ توحید ہے۔ دوسرے نمبر پر عبدیت محمدؐ اور تیسرے نمبر پہ رسالت کا ذکر کرایا جاتا ہے۔ التحیات حضرت محمدؐ نے سکھائی۔ مگر تعلیم یہ دی کہ انّ محمداً عبدہ ورسولہ، حضرت ابوہریرہ نے سوال کیا حضورؐ آپکو اپنی تعریف میں کونسا لفظ پسند ہے۔ کیونکہ آپ کے تو بیشمار تعریفات اور اسماء ہیں۔ فرمایا عبدہٗ یعنی "غلام خدا" اور اس میں میری خوشی ہے۔ تو گویا محمد صلعم کی خوشی ان کو عبدہٗ کہنے میں تھی، نہ کہ خدا کہنے میں۔ ذرا خدا بنانے والے سوچ لیں ـــــ

## نتائجِ معراج

لنریہٗ سے مقصد و نتائجِ معراج کو واضح کیا گیا ہے۔ کہ وجہ معراج یہ ٹھہرائی گئی تاکہ آیات دکھائی جائیں، ویسے دیدارِ خداوندی تو ہر جگہ ہے کیونکہ وہ تو نحن اقرب الیہ من حبل الورید ہے۔ تو اللہ نے حکم فرمایا۔ کہ ذرا میرا بندہ میرے شاہی دربار کو بھی دیکھے، پیارے محبوب کو بلانا اور شاہی محل میں، کم لوگوں کی شان ایسی ہوتی ہے۔ مگر یہ مرتبہ حضورؐ نے حاصل کیا انہ ھو السمیع البصیر۔ یعنی خدا دیکھتا اور سنتا ہے۔ کہ انبیاء میں کون زیادہ حقدار اس مرتبہ کا تھا۔ اور کوئی نہیں تھا۔ واضح رہے کہ معراج کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم رکھتے ہیں اور کسی مکان میں ہیں جیسے بادشاہ ہوتا ہے۔ یا اللہ پاک کسی کمرہ میں ہو۔ وجہ یہ بتلائی گئی کہ لنریہ من آیتنا۔ یعنی دلائل قدرت آسمان، دوزخ، جنت، ملائکہ، سدرۃ المنتہیٰ سب مکانی چیزیں ہیں۔ بتلایا گیا

(باقی صـــ پر)